اصولِ حدیث (علم مصطلح الحدیث)

علم اصولِ حدیث کا تعارف اور تقسیم

اصولِ حدیث :۔ (جسے علمُ مُصطلح الحديث بھی کہا جاتا ہے) سند اور متن کے احوال کو پہچاننے کے قواعد و ضوابط کا نام ہے تاکہ حدیث کو قبول یا رد کرنے کا فیصلہ کیا جا سکے۔

اصولِ حدیث کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

- علمِ روایتِ حدیث: یہ حدیث کے الفاظ کے ضبط، تحمل حدیث اور اس کی ادائیگی کے طریقوں کا علم ہے۔ یہ علمِ حدیث کا ابتدائی درجہ ہے۔
- علمِ درایتِ حدیث: یہ سند اور متنِ حدیث کی جانچ پڑتال کے قواعد اور معنی حدیث سے احکام اخذ (استنباط) کرنے کا علم ہے۔ یہ علمِ حدیث میں مہارت کا مقام ہے۔

بنیادی اصطلاحاتِ حدیث

حدیث کے علم کو سمجھنے کے لیے درج ذیل اصطلاحات کا جاننا انتہائی ضروری ہے:

الحدیث: لغوی معنی 'نئی چیز' کے ہیں۔ اصطلاح میں ہر اس قول، فعل یا تقریر (خاموشی یا رضامندی) کو حدیث کہا جاتا ہے جس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔

الخبر اور الاثر: خبر سے مراد عموماً وہ کلام ہے جو نبی کریم ﷺ یا کسی اور شخصیت سے منقول ہو، جبکہ 'اثر' اس قول یا فعل کو کہتے ہیں جس کی نسبت صحابہ کرامؓ یا تابعین کی طرف کی گئی ہو۔

السند اور الاسناد: سند اس راویوں کے سلسلے کو کہتے ہیں جو حدیث کے متن تک پہنچادے۔ اسناد کا مطلب ہے حدیث کو سند کے ساتھ بیان کرنا۔

المتن: حدیث کے وہ الفاظ اور کلمات جہاں پہنچ کر راویوں کا سلسلہ (سند) ختم ہو جائے، متن کہلاتے ہیں۔

راوی اور روایت: سند کے ساتھ حدیث بیان کرنے والے کو 'راوی' اور بیان کرنے کے عمل کو 'روایت' کہتے ہیں۔

محدث: وہ شخص جسے علم حدیث، اکثر روایات اور راویوں کے احوال کا تفصیلی علم ہو۔

حافظ: وہ محدث جسے ایک لاکھ احادیث متن، سند اور راویوں کے احوال کے ساتھ یاد ہوں۔

حاکم: وہ شخصیت جس کا علم جملہ احادیث پر محیط ہو۔

نسبت کے لحاظ سے حدیث کی اقسام (تقسيم الخبر بالنسبة إلى من أسند إليه)

جس شخص کی طرف کلام منسوب کیا جائے، اس لحاظ سے حدیث کی چار بڑی قسمیں ہیں:

- حدیثِ قدسی: جس کے الفاظ نبی ﷺ کے ہوں لیکن معنی و مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ مثال: «يا عبادي إني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرماً فلا تظالموا» (اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے، پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو)۔
- حدیثِ مرفوع: وہ حدیث جس کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔
- حدیثِ موقوف: وہ قول، فعل یا تقریر جس کی نسبت کسی صحابی کی طرف کی گئی ہو۔ مثال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول: «حدثوا الناس بما يعرفون» (لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جنہیں وہ پہچانتے/سمجھتے ہیں)۔
- حدیثِ مقطوع: وہ قول یا فعل جس کی نسبت تابعی یا تبع تابعی کی طرف ہو۔ مثال: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کے حوالے سے قول: «صل وعليه بدعته» (نماز پڑھ لو، اور اس کی بدعت کا وبال اسی پر ہے)۔

راویوں کی تعداد کے لحاظ سے اقسام (تقسيم الخبر بالنسبة لوصوله إلينا)

ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے حدیث کی دو بنیادی قسمیں ہیں: متواتر اور آحاد۔

متواتر:

وہ حدیث جسے ہر دور (طبقے) میں راویوں کی اتنی بڑی تعداد نے روایت کیا ہو کہ ان کا کسی جھوٹ پر متفق ہونا محال (ناممکن) ہو، اور ان کی خبر کی بنیاد مشاہدہ ہو (جیسے 'ہم نے سنا' یا 'ہم نے دیکھا')۔

مثال (متواتر لفظی): «من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار» (جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے "اس حدیث کو ۱۰۰ سے زائد صحابہ نے روایت کیا ہے، اس لیے یہ متواتر ہے۔

خبر آحاد:

وہ حدیث جو متواتر کی شرائط پر پوری نہ اترے۔ مشہور حدیث: "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔" یہ حدیث شروع کے تین طبقوں (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) میں صرف ایک ایک راوی سے مروی ہے، اس لیے یہ غریب ہے۔

راویوں کی تعداد کے لحاظ سے اس کی مزید 3 اقسام ہیں:

- مشہور: ہر طبقے میں کم از کم 3 راوی ہوں (لیکن متواتر کی حد تک نہ پہنچیں)۔ مثال: «إن الله لا يقبض العلم انتزاعا...» (بیشک اللہ علم کو سینوں سے کھینچ کر نہیں اٹھائے گا...)۔
- عزیز: جس کی سند کے کسی بھی طبقے میں راویوں کی تعداد 2 رہ گئی ہو۔ مثال: «لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين» (تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں)۔
- غریب: جس کی روایت کرنے والا کسی بھی طبقے میں صرف 1 راوی ہو۔ مثال: «إنما الأعمال بالنيات» (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے)۔

قبولیت اور رد کے لحاظ سے اقسام (مقبول و مردود)

یہ جانچنے کے لیے کہ حدیث عمل کے قابل ہے یا نہیں، اسے دو حصوں میں بانٹا گیا ہے:

حدیث مقبول:

اس کی دو بنیادی قسمیں ہیں:

- صحیح (الصحيح لذاته): اس کے لیے 5 شرائط کا ہونا لازمی ہے:
  - سند متصل ہو،
  - راوی عادل ہوں،
  - راویوں کا حافظہ انتہائی مضبوط ہو (تام الضبط)،
  - کوئی شذوذ نہ ہو،
  - کوئی چھپی ہوئی علت (خامی) نہ ہو۔

مثال: «سمعت رسول الله يقرأ في المغرب بالطور» (میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ الطور پڑھتے سنا)۔ امام بخاری کی سند سے " :امام مالک نافع سے اور وہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "...اس سند کے تمام راوی انتہائی ثقہ اور حافظے کے پکے ہیں اور ان کی ملاقات ثابت ہے، اس لیے یہ **صحیح** ہے۔

- حسن (الحسن لذاته): اس کی تمام شرائط "صحیح" والی ہی ہوتی ہیں سوائے اس کے کہ اس کے راویوں کے حفظ و ضبط میں معمولی سی کمی ہوتی ہے (خفيف الضبط)۔

مثال: «إن أبواب الجنة تحت ظلال السيوف» (بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں)۔

ان کی مزید ذیلی اقسام یہ ہیں:

- حدیثِ صحیح: صحیح لذاتہٖ اور صحیح لغیرہٖ۔
- حدیثِ حسن: حسن لذاتہٖ اور حسن لغیرہٖ۔

لذاتہٖ اور لغیرہٖ کا فرق:

صحیح لذاتہٖ: وہ حدیث جو اپنی ذات میں اوپر بیان کی گئی صحیح حدیث کی تمام شرائط پر پوری اُترے۔

صحیح لغیرہٖ: اگر کوئی 'حسن' حدیث ایک سے زیادہ مختلف سندوں (طریقوں) سے روایت کی جائے تو وہ متعدد سندوں کی وجہ سے قوت پکڑ کر 'صحیح لغیرہٖ' کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔

حسن لذاتہٖ: وہ حدیث جو اپنی ذات میں حسن حدیث کی بیان کردہ شرائط پر پوری اُترے۔

حسن لغیرہٖ: اگر کوئی 'ضعیف' حدیث (جس کا ضعف شدید نہ ہو، یعنی راوی جھوٹا نہ ہو بلکہ محض یادداشت کمزور ہو یا مجہول ہو) ایک سے زیادہ سندوں سے روایت کی جائے، تو یہ سندیں مل کر اسے تقویت پہنچاتی ہیں اور وہ حدیث ضعیف سے ترقی کر کے 'حسن لغیرہٖ' بن جاتی ہے اور قابلِ قبول قرار پاتی ہے۔

حدیث مردود (ضعیف):

جس حدیث میں صحیح یا حسن کی شرائط پوری نہ ہوں وہ ضعیف کہلاتی ہے۔ یہ مردود ہوتی ہے۔ ایسی روایت جس کی سند میں کوئی راوی "بد حافظہ" ہو یا اس کا سلسلہ ٹوٹا ہوا ہو۔ جیسے کسی ایسی روایت کا ہونا جس کا راوی مجہول (نامعلوم) ہو۔ اس کے اسبابِ ضعف (کمزوری) عام طور پر دو ہوتے ہیں:

حدیثِ مردود بوجہ انقطاعِ سند (راویوں کا چھوٹ جانا):

حدیثِ مردود بوجہ سقوطِ راوی سے مراد وہ ناقابلِ قبول احادیث ہیں جن کی سند (راویوں کے سلسلے) میں اتصال نہ ہو، یعنی درمیان سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو

حدیثِ مردود کی اقسام سند میں انقطاع کی وجہ سے:

حدیث مُعلّق (Mu'allaq):

وہ حدیث جس کی سند کے بالکل شروع (یعنی مصنف کی طرف) سے ایک راوی یا ایک ساتھ لگاتار کئی راوی (یہاں تک کہ پوری سند) غائب کر دی گئی ہو۔

حدیث مرسل (Mursal):

وہ حدیث جس کی سند کے آخر سے راوی (یعنی صحابیؓ) چھوٹ گیا ہو۔ اس میں تابعی براہِ راست یہ کہتا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا"، جبکہ تابعی نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا ہوتا، اس نے لازماً کسی صحابی سے سنا ہوتا ہے جس کا نام وہ ذکر نہیں کرتا۔

حدیث مُعضل (Mu'dal):

وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے لگاتار دو یا دو سے زیادہ راوی غائب (ساقط) ہوں۔

حدیث منقطع (Munqati'):

یہ ایک عام اصطلاح ہے جو ہر اس سند کے لیے استعمال ہوتی ہے جو متصل نہ ہو (سوائے معلق، مرسل اور معضل کے)۔ عموماً اس سے مراد وہ حدیث ہوتی ہے جس کی سند کے درمیان سے کوئی ایک راوی چھوٹ گیا ہو، یا مختلف مقامات سے ایک ایک کر کے غائب ہوں (لیکن لگاتار دو غائب نہ ہوں)۔

حدیث مدلّس (Mudallas):

تدلیس کا مطلب ہے چھپانا۔ یہ وہ حدیث ہے جس میں راوی اپنے اس استاد کا نام چھپا دے جس سے اس نے حدیث سنی ہے، اور اس کے بجائے اوپر والے استاد (اپنے استاد کے استاد) کا نام لفظ "عَن" (فلاں سے روایت ہے) کہہ کر بیان کرے، تاکہ سننے والے کو یہ وہم ہو کہ اس نے براہِ راست سنا ہے۔

حدیث مرسل خفی (Mursal Khafi):

وہ حدیث جس میں راوی اپنے کسی ایسے ہم عصر (ایک ہی دور کے شخص) سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات یا حدیث سننا ثابت نہ ہو، لیکن وہ روایت ایسے الفاظ میں کرے جس سے بظاہر ملاقات اور سماع کا گمان ہو۔

حدیث مُعَنعَن (Mu'an'an):

وہ حدیث جس کی سند میں "عَنْ" (یعنی فلاں سے روایت ہے) کے الفاظ استعمال ہوئے ہوں، اور راوی نے صراحت کے ساتھ یہ نہ کہا ہو کہ "میں نے فلاں سے سنا" یا "فلاں نے مجھے بیان کیا"۔ اگر 'عن' سے روایت کرنے والا راوی 'مدلس' ہو تو اس حدیث کی سند کو منقطع (یعنی سقوطِ راوی والا) سمجھا جاتا ہے جب تک کہ وہ براہِ راست سننے کی تصریح نہ کر دے۔

حدیثِ مردود بوجہ طعنِ راوی (راوی پر تنقید یا خامی کی وجہ سے): اس زمرے میں وہ احادیث آتی ہیں جن کی سند تو مکمل ہو سکتی ہے لیکن راوی کے کردار، حافظے یا عقیدے پر جرح کی گئی ہو۔ اس کی ذیلی اقسام یہ ہیں:

حدیث موضوع (Fabricated Hadith):

یہ وہ حدیث ہے جس کے بارے میں یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ وہ وضع کی ہوئی، جھوٹی اور بناوٹی ہے۔ اصطلاح حدیث میں جب کسی راوی میں یہ عیب ثابت ہو جائے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتا ہے اور من گھڑت باتیں ان کی طرف منسوب کرتا ہے، تو اس کی روایت کو 'موضوع' کہتے ہیں۔ موضوع حدیث مکمل طور پر قابلِ رد ہے اور ضعیف حدیث کے برعکس (جو روایت میں کمزور ہونے کے باوجود قولِ رسول کے زمرے میں آ سکتی ہے) موضوع یکسر من گھڑت ہوتی ہے۔

حدیث معلل یا معلول (Defective Hadith):

لفظ علت کا لغوی معنی بیماری، کمزوری یا کسی چیز میں رکاوٹ بننے کے ہیں۔ علمِ حدیث کی اصطلاح میں جس حدیث (کی سند یا متن) میں کوئی علت (پوشیدہ کمزوری یا خامی) پائی جائے اسے 'مُعَلّ' یا 'معلول' کہا جاتا ہے۔

حدیث معلل کی درج ذیل ذیلی اقسام:

- حدیث مدرج: وہ حدیث جس میں راوی نے حدیث کے متن یا سند میں اپنی طرف سے کوئی ایسا لفظ یا جملہ شامل کر دیا ہو جو اصل حدیث کا حصہ نہ ہو اور سننے والے کو وہ بھی حدیث کا حصہ لگے۔
- حدیث مقلوب: وہ حدیث جس میں راوی نے غلطی سے سند یا متن کے الفاظ کو الٹ پلٹ کر دیا ہو (جیسے سند میں ایک راوی کا نام دوسرے کی جگہ بیان کر دیا ہو)۔
- حدیث مزید فی متصل الاسناد: ظاہری طور پر متصل نظر آنے والی سند کے درمیان کسی راوی کے وہم کی بنیاد پر ایک زائد راوی کا اضافہ کر دینا۔
- حدیث مضطرب: وہ حدیث جو مختلف راویوں کی طرف سے یا ایک ہی راوی سے اس طرح مختلف طریقوں سے مروی ہو کہ ان میں تطبیق (مفاہمت) ممکن نہ ہو اور نہ ہی کسی ایک روایت کو ترجیح دی جا سکے۔
- حدیث مصحف: وہ حدیث جس میں نقطوں یا حرکات (زیر، زبر) کی غلطی کی وجہ سے لفظ بدل گیا ہو، حالانکہ دیکھنے میں اس کی شکل وہی ہو۔
- حدیث شاذ: وہ حدیث جسے کوئی ثقہ (مستند) راوی اپنے سے زیادہ مستند یا تعداد میں زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت میں بیان کرے۔

حدیث متروک (Matruk):

وہ حدیث جس کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس پر عام زندگی میں جھوٹ بولنے کا الزام ہو، یا وہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہو اور اس کی روایت معروف احادیث کے خلاف ہو۔

حدیث منکر (Munkar):

وہ حدیث جسے کوئی ضعیف (کمزور) راوی کسی ثقہ (مستند اور قابلِ اعتماد) راوی کی مخالفت میں بیان کرے۔

علم اسماء الرجال (الجرح والتعدیل)

یہ حدیث کی اصطلاحات کا وہ اہم شعبہ ہے جس میں حدیث کے راویوں کی سوانح، کردار اور یادداشت کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے تاکہ مستند (ثقہ) اور ناقابل اعتبار (ضعیف) راویوں میں تمیز کی جا سکے۔ اسے الجرح والتعدیل بھی کہا جاتا ہے جس کا مقصد شریعت کو غلط معلومات سے پاک رکھنا ہے۔اس علم کا باقاعدہ آغاز تابعین کے دور میں فتنوں کے ظہور کے بعد ہوا جب راویوں سے ان کی سند کا مطالبہ کیا جانے لگا۔

حدیث کے راویوں کے بارے میں علم کو **"علم الرجال"** (راویوں کا علم) کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا کا وہ انوکھا اور عظیم الشان نظام ہے جو مسلمانوں نے حدیث کی حفاظت کے لیے ایجاد کیا۔اس علم کا مقصد یہ ہے کہ ہر اس شخص کا "بایوڈیٹا" (Bio-data) جمع کیا جائے جس نے رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات نقل کی ہے۔

اس علم کے تحت درج ذیل اہم پہلوؤں پر بحث کی جاتی ہے:

اسماء الرجال (راویوں کے نام و نسب)

اس میں راوی کا پورا نام، اس کے والد کا نام، قبیلہ، اور جائے پیدائش و وفات درج ہوتی ہے۔ یہ اس لیے ضروری ہے تاکہ ایک ہی نام کے دو افراد کے درمیان فرق کیا جا سکے۔

- **مثال:** "حماد" نام کے دو بڑے راوی ہیں (حماد بن زید اور حماد بن سلمہ)۔ان کی پہچان ان کے اساتذہ اور شاگردوں سے کی جاتی ہے۔

الجرح والتعدیل (کردار کی جانچ)

یہ اس علم کا سب سے حساس حصہ ہے۔ محدثین راویوں کو دو گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں:

- تعدیل (Adil): وہ راوی جو سچے، متقی، باکردار اور حافظے کے تیز ہوں۔انہیں **"ثقہ"** کہا جاتا ہے۔
- جرح (Jarh): وہ راوی جن میں کوئی خامی ہو۔ مثلاً وہ جھوٹ بولتا ہو، حافظہ کمزور ہو، یا عقیدے میں کوئی خرابی ہو۔انہیں **"کذاب"**، **"متروک"** یا **"ضعیف"** کہا جاتا ہے۔

تاریخ ولادت اور وفات

راویوں کی زندگی کے سال معلوم کرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ کیا دو راویوں کی آپس میں ملاقات ممکن تھی؟

- **مثال:** اگر ایک راوی ۱۸۰ ہجری میں فوت ہوا اور دوسرا جس سے وہ روایت کر رہا ہے وہ ۱۹۰ ہجری میں پیدا ہوا، تو واضح ہو جائے گا کہ یہ سند ٹوٹی ہوئی ہے اور روایت جھوٹی یا کمزور ہے۔

طبقاتِ الرواۃ (راویوں کے درجے)

راویوں کو ان کے زمانے کے لحاظ سے مختلف طبقات میں بانٹا گیا ہے:

- صحابہ کرامؓ: (سب سے اعلیٰ طبقہ، یہ سب کے سب "عادل" یعنی سچے مانے جاتے ہیں)۔
- تابعین: (جنہوں نے صحابہ کو دیکھا)۔
- تبع تابعین: (جنہوں نے تابعین کو دیکھا)۔

معرفۃ الثقات والضعفاء (کتبِ رجال)

محدثین نے لاکھوں راویوں کی زندگی پر کتابیں لکھ ڈالیں تاکہ آنے والے لوگ دھوکہ نہ کھائیں۔ چند مشہور کتابیں یہ ہیں:

- تهذيب التهذيب: (امام ابن حجر عسقلانی کی مشہور کتاب)۔
- ميزان الاعتدال: (امام ذہبی کی کتاب جس میں ضعیف راویوں کا ذکر ہے)۔

ایک دلچسپ مثال:

امام بخاریؒ ایک دفعہ ایک شخص سے حدیث لینے کے لیے دور دراز کا سفر کر کے پہنچے۔انہوں نے دیکھا کہ وہ شخص اپنے گھوڑے کو خالی کپڑا دکھا کر بلا رہا ہے تاکہ گھوڑا سمجھے کہ اس میں چارہ ہے اور وہ قریب آ جائے۔امام بخاریؒ نے اس سے حدیث نہیں لی اور فرمایا:

"جو شخص جانوروں سے جھوٹ بول سکتا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کی بات میں بھی (لاشعوری طور پر) جھوٹ یا غلطی کر سکتا ہے۔"

نتیجہ: علم رجال کی بدولت آج ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ کون سی بات اللہ کے رسول ﷺ کی ہے اور کون سی نہیں۔

حدیث کی تاریخ میں ہزاروں ثقہ (قابل اعتماد) راوی گزرے ہیں، لیکن کچھ نام ایسے ہیں جو **"ارکانِ حدیث"** مانے جاتے ہیں۔ان راویوں کی روایت کردہ احادیث کو محدثین آنکھ بند کر کے (شرائط پوری ہونے پر) قبول کرتے ہیں۔

انہیں ہم ان کے طبقات کے لحاظ سے تقسیم کر سکتے ہیں:

مکثرین صحابہ (وہ صحابہ جنہوں نے سب سے زیادہ حدیثیں بیان کیں)

ان صحابہ کرامؓ کی عدالت پر پوری امت کا اتفاق ہے:

- **حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:** (سب سے زیادہ احادیث، 5374 روایات)۔آپ کا حافظہ معجزاتی طور پر قوی تھا۔
- **حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:** سنتِ نبوی کی اتباع میں سب سے زیادہ سخت مشہور تھے۔
- **حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:** خواتین کے مسائل اور آپ ﷺ کی گھریلو زندگی کی سب سے بڑی راویہ۔
- **حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:** رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص، جنہوں نے 10 سال آپ ﷺ کی خدمت کی۔

کبارِ تابعین (وہ ثقہ راوی جنہوں نے صحابہ سے علم لیا)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حدیث کو مدون کرنے اور آگے پہنچانے میں بنیادی کردار ادا کیا:

- **امام سعید بن المسیبؒ:** انہیں "سید التابعین" کہا جاتا ہے، مدینہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔
- **امام محمد بن مسلم بن شہاب الزہریؒ:** انہوں نے سب سے پہلے سرکاری سطح پر حدیث کو جمع کرنے کا کام کیا۔
- **امام نافع مولیٰ ابن عمرؒ:** یہ حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد تھے، ان کی سند کو **"سلسلۃ الذہب"** (سونے کی زنجیر) کہا جاتا ہے۔
- **امام حسن بصریؒ:** بصرہ کے مشہور زاہد اور علمِ حدیث کے پہاڑ۔

ائمہِ حدیث اور تبع تابعین (فنِ حدیث کے ستون)

ان راویوں نے احادیث کو کتابی شکل دی اور جرح و تعدیل کے اصول وضع کیے:

- **امام مالک بن انسؒ:** (امامِ دار الہجرت) ان کی کتاب "مؤطا" حدیث کی ابتدائی مستند ترین کتابوں میں سے ہے۔
- **امام سفیان ثوریؒ:** انہیں **"امیر المؤمنین فی الحدیث"** کا لقب دیا گیا ہے۔
- **امام شعبہ بن الحجاجؒ:** یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے عراق میں راویوں کی جرح و تعدیل (چھان پھٹک) کا باقاعدہ آغاز کیا۔
- **امام عبداللہ بن المبارکؒ:** یہ حدیث، فقہ، اور جہاد ہر میدان کے شہسوار مانے جاتے ہیں۔

ائمہِ ستہ (صحاح ستہ کے مصنفین)

یہ وہ لوگ ہیں جن کی جمع کردہ کتابیں (بخاری، مسلم وغیرہ) آج امت کے پاس حدیث کا سب سے بڑا ذخیرہ ہیں:

- **امام بخاریؒ:** جن کی "صحیح بخاری" کو قرآن کے بعد سب سے سچی کتاب مانا جاتا ہے۔
- **امام مسلمؒ:** جنہوں نے احادیث کو انتہائی فنی ترتیب کے ساتھ "صحیح مسلم" میں جمع کیا۔

سلسلۃ الذہب (سونے کی زنجیر)

ایک خاص بات: جب کسی سند میں **امام مالک، نافع سے اور وہ ابن عمرؓ سے** روایت کریں، تو اسے علمِ حدیث کی سب سے مضبوط سند مانا جاتا ہے، کیونکہ اس کے تینوں راوی اپنے اپنے دور کے سب سے بڑے "ثقہ" (S-Grade) راوی ہیں۔ علمِ حدیث میں ایسی سندوں کو جو اپنی صحت، راویوں کے حافظے اور اتصال (سلسلہ نہ ٹوٹنے) کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ درجے پر ہوں، **"اصح الاسانید"** (سب سے صحیح سندیں) کہا جاتا ہے۔ ان سندوں کو محدثین نے **"سلسلۃ الذہب"** یعنی **"سونے کی زنجیر"** کا لقب دیا ہے۔

مختلف محدثین نے اپنے اپنے ذوق اور تحقیق کے مطابق مختلف سلسلوں کو "سب سے مضبوط" قرار دیا ہے، جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

امام بخاریؒ کے نزدیک سب سے مضبوط سند

امام بخاریؒ اس سند کو تمام سندوں سے افضل اور قوی ترین مانتے تھے:

امام مالک ← نافع (مولیٰ ابن عمر) ← حضرت عبداللہ بن عمرؓ ← رسول اللہ ﷺ

وجہ: امام مالکؒ (امامِ دار الہجرت) ہیں، نافعؒ ان کے سب سے بڑے استاد اور حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد ہیں، اور حضرت ابن عمرؓ سنتِ نبوی کے سب سے سخت پیروکار تھے۔ اس سند میں نہ کوئی راوی ضعیف ہے اور نہ ہی ان کی ملاقات میں کوئی شک۔

امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک

ان ائمہ کے نزدیک سب سے قوی سلسلہ یہ ہے:

زہری ← سالم ← حضرت عبداللہ بن عمرؓ ← رسول اللہ ﷺ

وجہ: امام زہریؒ علمِ حدیث کے بانیوں میں سے ہیں، سالمؒ حضرت ابن عمرؓ کے بیٹے اور بڑے عالم تھے، اور حضرت ابن عمرؓ صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔

امام ابن المدینی اور امام فلاس کے نزدیک

ان محدثین کے نزدیک عراق کے راویوں پر مشتمل یہ سند سب سے مضبوط ہے:

محمد بن سیرین ← عبیدہ السلمانی ← حضرت علی بن ابی طالبؓ ← رسول اللہ ﷺ

اہلِ بیت کی ایک مشہور سند (الشافی)

بعض محدثین اس سلسلے کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں:

جعفر الصادق ← محمد الباقر ← زین العابدین علی بن الحسین ← حسین بن علی ← علی بن ابی طالبؓ ← رسول اللہ ﷺ

ان سندوں کو "سونے کی زنجیر" کیوں کہا جاتا ہے؟

ان سلسلوں کو **"سلسلۃ الذہب"** کہنے کی چند بڑی وجوہات ہیں:

1. **عدالت و ضبط:** اس کے تمام راوی تقویٰ اور یادداشت میں اپنے وقت کے امام تھے۔
2. **سماع (سماعت):** ہر شاگرد نے اپنے استاد سے براہِ راست حدیث سنی ہوتی ہے، اس میں کوئی "مراسلت" یا "انقطاع" نہیں ہوتا۔
3. **شہرت:** یہ راوی اتنے مشہور ہوتے ہیں کہ ان کے نام پر کسی جھوٹے راوی کا اپنی بات منسوب کرنا ناممکن ہوتا ہے۔

محدثین اور فقہاء کے منہج میں فرق

حدیث پر کام کرنے میں محدثین اور فقہاء کرام کے مقاصد اور معیارات مختلف ہیں:

مقصد: محدثین کا اصل ہدف الفاظِ حدیث اور ان کی سند کی حفاظت کرنا ہے، جبکہ فقہاء کا مقصد معنیِ حدیث کی حفاظت اور اس سے احکام کا استنباط کرنا ہے۔

عمل بالحدیث: محدثین عموماً حدیث کے ظاہری معنی کو لیتے ہیں، جبکہ فقہاء کرام ظاہری معنی کے ساتھ ساتھ قرآنِ کریم، شریعت کے عمومی قواعد، حکم کی علت اور دیگر نصوص کو مد نظر رکھ کر اس کا عملی و فقہی درجہ متعین کرتے ہیں۔

شرائطِ قبولیت: بعض اوقات ایک حدیث محدثین کی سخت شرائط (سند کے شذوذ یا علت) کے باعث ضعیف قرار پاتی ہے لیکن فقہاء کے ہاں دیگر شواہد کی بنیاد پر وہ قابلِ عمل ہو سکتی ہے۔

مختلف الحدیث:-

علماءِ اصول اور محدثین نے تعارضِ احادیث کو حل کرنے کے لیے ایک خاص ترتیب (Methodology) وضع کی ہے، تاکہ دین میں تضاد کا شبہ ختم ہو سکے۔اس علم کو **"مختلف الحدیث"** کہا جاتا ہے۔
تعارضِ احادیث کا مطلب ہے کہ دو یا دو سے زیادہ ایسی صحیح احادیث کا سامنے آنا جو بظاہر ایک دوسرے کی ضد معلوم ہوں۔مثال کے طور پر ایک حدیث میں کسی کام کو کرنے کا حکم ہو اور دوسری میں اسی سے روکا گیا ہو۔

تعارض کو دور کرنے کے چار بڑے طریقے درج ذیل ہیں:

الجمع والتطبیق (دونوں پر عمل کی راہ نکالنا)

محدثین کا پہلا اصول یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، دونوں حدیثوں کو مانا جائے اور ان کے درمیان ایسی مطابقت پیدا کی جائے کہ تضاد ختم ہو جائے۔
مثال: ایک حدیث میں ہے کہ "بیماری اڑ کر نہیں لگتی" (لا عدویٰ)، جبکہ دوسری میں ہے کہ "کوڑھی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے"۔
تطبیق: علماء نے فرمایا کہ بیماری میں خود سے اڑ کر لگنے کی طاقت نہیں (جیسا کہ مشرکین کا عقیدہ تھا)، بلکہ بیماری اللہ کے حکم سے لگتی ہے، اور کوڑھی سے دور رہنا محض "احتیاطی تدبیر" اور "اسباب" کے درجے میں ہے۔یوں دونوں حدیثیں اپنی اپنی جگہ درست ثابت ہوئیں۔

ناسخ اور منسوخ (تاریخی ترتیب دیکھنا)

اگر دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن نہ ہو، تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون سی حدیث پہلے کی ہے اور کون سی بعد کی۔بعد والی حدیث پہلے والے حکم کو ختم (Cancel) کر دیتی ہے۔
مثال: ایک حدیث میں آپ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا۔بعد کی حدیث میں فرمایا: "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو"۔
نتیجہ: یہاں دوسرا حکم **"ناسخ"** (بعد والا) ہے اور پہلا **"منسوخ"** (پہلے والا) ہے۔

الترجیح (ایک کو دوسرے پر فوقیت دینا)

اگر تاریخ معلوم نہ ہو اور تطبیق بھی نہ ہو سکے، تو محدثین مختلف وجوہات کی بنا پر ایک حدیث کو دوسری پر ترجیح دیتے ہیں۔مثلاً:
وہ حدیث زیادہ قوی مانی جائے گی جس کے راوی زیادہ ثقہ یا زیادہ حافظے والے ہوں۔
وہ حدیث ترجیح پائے گی جو قرآن کے عمومی حکم کے زیادہ قریب ہو۔
صاحبِ واقعہ کی حدیث کو دوسروں پر ترجیح دی جاتی ہے (مثلاً حضرت میمونہؓ کی اپنی شادی سے متعلق روایت کو دیگر صحابہ کی روایت پر)۔

التوقف (خاموشی اختیار کرنا)

اگر اوپر کے تینوں طریقے کام نہ کریں اور ترجیح کی کوئی ٹھوس بنیاد نہ ملے، تو پھر عالم اس مسئلے میں "توقف" کرتا ہے، یعنی وہ کسی ایک جانب کا فیصلہ نہیں کرتا بلکہ علم اللہ کے سپرد کر دیتا ہے (تاوقتیکہ کوئی نئی علمی دلیل سامنے آ جائے)۔البتہ صحیح احادیث میں ایسی مثالیں بہت ہی کم ہیں۔

اس موضوع پر مشہور کتابیں:

اگر آپ اس فن میں گہرائی سے مطالعہ کرنا چاہیں تو یہ دو کتابیں سب سے اہم ہیں:

1. اختلاف الحدیث: امام شافعیؒ (یہ اس موضوع پر پہلی باقاعدہ کتاب ہے)۔
2. شرح مشکل الآثار: امام طحاویؒ (یہ بہت تفصیلی اور علمی کتاب ہے جس میں بظاہر متصادم احادیث کی بہت خوبصورت تشریح کی گئی ہے)۔

خلاصہ:

حدیثوں میں حقیقت میں کوئی تضاد نہیں ہوتا، تضاد صرف ہماری سمجھ یا معلومات کی کمی کی وجہ سے نظر آتا ہے۔محدثین نے اپنی محنت سے ان تمام الجھنوں کو دور کر دیا ہے۔

متعارض احادیث میں رفعِ تعارض کے بنیادی اصول:

جب دو احادیث بظاہر ٹکرا رہی ہوں تو فقہائے کرام ان کے درمیان تعارض کو دور کرنے کے لیے مختلف مناہج اختیار کرتے ہیں۔اس حوالے سے فقہائے احناف اور دیگر ائمہ ثلاثہ (شوافع، مالکیہ، حنابلہ) کا طریقہ کار ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہے۔

فقہائے احناف کا منہج:

احناف کے ہاں متعارض احادیث کو حل کرنے کی ترتیب درج ذیل ہے:
نسخ (نصوص کے ذریعے): سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا ان احادیث میں صریح نص کے ذریعے کسی نسخ (منسوخ ہونے) کا ذکر موجود ہے؟ اگر ایک حدیث میں صراحت ہو کہ پہلا حکم منسوخ ہو چکا ہے، تو پہلے کو منسوخ سمجھ کر دوسری (ناسخ) حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔مثال کے طور پر، قبروں کی زیارت سے ممانعت کی حدیث، جسے بعد میں خود نبی کریم ﷺ نے زیارت کی اجازت دے کر منسوخ فرمادیا۔
ترجیح: اگر صریح نسخ نہ ملے تو احناف کے ہاں دوسرا درجہ 'ترجیح' کا ہے۔یعنی سند اور متن کا موازنہ کر کے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون سی حدیث زیادہ قوی (راجح) ہے۔راجح حدیث پر عمل کیا جاتا ہے اور مرجوح کو چھوڑ دیا جاتا ہے (چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے اس مخصوص حکم کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا)۔
تطبیق (جمع کرنا): اگر دونوں احادیث برابر درجے کی معلوم ہوں اور کسی ایک کو ترجیح دینا ممکن نہ ہو، تو پھر دونوں احادیث میں ایسی تاویل کی جاتی ہے کہ دونوں پر کسی نہ کسی حالت میں عمل ہو سکے، اسے اصول کی زبان میں 'جمع' یا 'تطبیق' کہتے ہیں۔
نسخِ اجتہادی: اگر تطبیق بھی ممکن نہ ہو تو مجتہد اپنے اجتہاد سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ تاریخ اور زمانے کے اعتبار سے کون سا حکم پہلے کا ہے اور کون سا بعد کا، تاکہ پہلے کو منسوخ اور بعد والے کو ناسخ قرار دیا جا سکے۔

قیاس الاصول: اگر زمانے کا بھی علم نہ ہو تو پھر فقہائے احناف شریعت کے ثابت شدہ مسلمہ اصولوں (قواعدِ کلیہ) کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جو حدیث ان اصولی قواعد کے موافق ہو، اسے اپنا لیا جاتا ہے اور اگر کوئی موافق نہ ہو تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث موجود ہی نہیں ہے۔

2. ائمہ ثلاثہ (شوافع، مالکیہ، حنابلہ) کا منہج:

دیگر ائمہ کے ہاں ترتیب مندرجہ ذیل ہے:

تطبیق (جمع کرنا): ان کے نزدیک متعارض احادیث میں سب سے پہلے 'جمع' یعنی تطبیق کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ دونوں احادیث کے مفہوم پر کسی نہ کسی طرح عمل ہو سکے۔

نسخ: اگر دونوں کو جمع کرنا اور تطبیق دینا ناممکن ہو، تو پھر تاریخ کی روشنی میں ناسخ اور منسوخ کو تلاش کیا جاتا ہے۔

ترجیح: اگر تاریخ یا زمانہ نزول معلوم نہ ہو تو پھر ایک حدیث کو دوسری پر ترجیح دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

توقف: اگر ترجیح دینا بھی ممکن نہ ہو تو یہ حضرات وہاں 'توقف' اختیار کرتے ہیں، یعنی اس معاملے کو متشابہ سمجھ کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور فیصلہ روک دیتے ہیں۔

اس اصولی بحث سے واضح ہوتا ہے کہ احناف کے ہاں 'ترجیح' پہلے ہے اور 'جمع/تطبیق' بعد میں، جبکہ جمہور کے ہاں 'جمع/تطبیق' پہلے ہے اور 'ترجیح' بعد میں۔

استنباطِ احکام:۔

حدیث سے احکام اخذ کرنے کا عمل ایک انتہائی علمی اور منظّم عمل ہے، جسے **"استنباطِ احکام"** کہا جاتا ہے۔ یہ کام ہر کوئی نہیں کر سکتا، بلکہ اس کے لیے اصولِ فقہ اور علومِ حدیث میں مہارت ضروری ہے۔ محدثین اور فقہاء حدیث سے حکم نکالتے وقت درج ذیل مراحل سے گزرتے ہیں:

حدیث کی صحت کا تعین **(پہلا مرحلہ)**

حکم لینے سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا یہ حدیث ثابت بھی ہے یا نہیں؟

- **صحیح اور حسن:** صرف ان احادیث سے عقائد اور واجب احکام لیے جاتے ہیں جو سنداً مضبوط ہوں۔
- **ضعیف:** فضائلِ اعمال میں تو گنجائش دی جاتی ہے، لیکن اس سے "حرام یا حلال" کا مستقل حکم ثابت نہیں کیا جاتا۔

حدیث کی دلالت **(الفاظ کا مفہوم)**

فقہاء حدیث کے الفاظ کی نوعیت دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح کا حکم دے رہے ہیں:

- امر (Order): اگر حدیث میں کسی کام کا حکم ہو (مثلاً: "نماز قائم کرو")، تو اس سے عموماً **وجوب** (فرض یا واجب ہونا) ثابت ہوتا ہے۔
- نہی (Prohibition): اگر کسی کام سے روکا گیا ہو (مثلاً: "سود نہ کھاؤ")، تو اس سے **حرمت** (حرام ہونا) ثابت ہوتی ہے۔
- اباحت (Permission): اگر رسول اللہ ﷺ نے کوئی کام کیا اور اس پر خاموشی اختیار کی، تو وہ کام **جائز یا مباح** سمجھا جاتا ہے۔

عام اور خاص کا فرق

بعض احادیث عمومی ہوتی ہیں اور بعض کسی خاص صورتحال کے لیے۔

- **مثال:** قرآن میں مردار حرام ہے، لیکن حدیث نے واضح کیا کہ "سمندر کا مردار (مچھلی) حلال ہے"۔ یہاں حدیث نے قرآن کے عمومی حکم کو **خاص** کر دیا۔

ناسخ اور منسوخ (Abrogation)

کبھی کبھار دو احادیث بظاہر ایک دوسرے کے الٹ لگتی ہیں۔ اس وقت فقہاء یہ دیکھتے ہیں کہ کون سی حدیث پہلے کی ہے اور کون سی بعد کی۔

- **مثال:** ابتدا میں قبروں کی زیارت سے منع کیا گیا تھا، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ اب دوسرا حکم (اجازت) **ناسخ** ہے اور پہلا (ممانعت) **منسوخ**۔

تعارض اور ترجیح

اگر دو صحیح احادیث میں بظاہر ٹکراؤ ہو، تو فقہاء ان میں تطبیق (عقلی جوڑ) پیدا کرتے ہیں:

- یا تو دونوں پر الگ الگ حالات میں عمل کیا جاتا ہے۔
- یا پھر اس حدیث کو ترجیح دی جاتی ہے جو قرآن کے زیادہ قریب ہو یا جس پر صحابہ کا عمل زیادہ رہا ہو۔

ایک عملی مثال:

حدیث: "وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔"

1. **ثبوت:** یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے (ثابت ہو گئی)۔
2. **دلالت:** یہاں نفی کا لفظ ہے، جس کا مطلب ہے کہ وضو کے بغیر نماز سرے سے ہو گی ہی نہیں۔
3. **حکم:** فقہاء نے اس سے یہ **حکم** نکالا کہ "نماز کے لیے وضو کرنا **شرط/فرض** ہے"۔

استنباطِ احکام (حدیث سے مسائل نکالنے) کے فن پر لکھی گئی کتابیں عام حدیث کی کتابوں سے تھوڑی مختلف ہوتی ہیں۔ ان میں فقہی ترتیب (نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ) کا خاص خیال رکھا جاتا ہے اور مصنفین حدیث کے ساتھ ساتھ اس سے نکلنے والے فقہی نتائج بھی بیان کرتے ہیں۔

مشہور کتب کو ہم تین بڑے گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

کتبِ احکام (صرف احکام والی احادیث کا مجموعہ)

یہ وہ کتابیں ہیں جن میں فضائل یا قصص کے بجائے صرف وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جن سے فقہی مسئلہ ثابت ہوتا ہو۔

- عمدۃ الاحکام (امام عبد الغنی المقدسی): اس میں صرف وہ احادیث ہیں جو بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہیں اور جن سے احکام ثابت ہوتے ہیں۔ یہ مختصر اور نہایت جامع ہے۔
- بلوغ المرام (حافظ ابن حجر عسقلانی): یہ طالب علموں کے لیے سب سے مشہور کتاب ہے۔ اس میں مصنف حدیث کے بعد یہ بھی بتاتے ہیں کہ اسے کس نے روایت کیا اور اس کا درجہ (صحیح یا ضعیف) کیا ہے۔
- المنتقی (امام ابن تیمیہ کے دادا، مجد الدین ابن تیمیہ): یہ کتاب احکام حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہے، امام شوکانی نے اسی کی شرح لکھی تھی۔

شروحِ حدیث (احادیث کی تفصیلی وضاحت)

ان کتابوں میں حدیث کے ایک ایک لفظ کی تشریح کی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ مختلف ائمہ (ابو حنیفہ، شافعی، مالک، احمد) نے اس سے کیا کیا احکام لیے ہیں۔

- فتح الباری (حافظ ابن حجر عسقلانی): یہ صحیح بخاری کی سب سے بہترین شرح ہے۔ اسے استنباطِ احکام کا "انسائیکلوپیڈیا" کہا جاتا ہے۔
- نیل الاوطار (امام شوکانی): یہ کتاب مختلف فقہی مذاہب کے دلائل کا موازنہ کرنے کے لیے بہترین سمجھی جاتی ہے۔
- شرح معانی الآثار (امام طحاوی): یہ حنفی فقہ کے دلائل اور حدیث سے استنباط کے حوالے سے ایک بنیادی اور نہایت علمی کتاب ہے۔

کتبِ سنن (فقہی ترتیب پر لکھی گئی بنیادی کتب)

ان کتابوں کی بنیاد ہی فقہی ابواب پر ہے:

- سنن ابی داؤد: امام ابوداؤد نے خود فرمایا تھا کہ میں نے اس میں صرف وہ احادیث جمع کی ہیں جن سے فقہاء احکام اخذ کرتے ہیں۔
- جامع ترمذی: اس کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ امام ترمذی حدیث ذکر کرنے کے بعد بتاتے ہیں کہ اس حدیث پر کن کن فقہاء کا عمل ہے ("**وفیہ من الفقہ...**" یا "**وبہ قال الشافعی واحمد...**" وغیرہ)۔

ایک اہم نکتہ:

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں باقاعدہ کوئی شرح نہیں لکھی، لیکن ان کے "**تراجم الابواب**" (چیپٹر کے نام) ان کے اجتہاد کا نچوڑ ہیں۔ محدثین کہتے ہیں: "**فقہ البخاری فی تراجمہ**" (بخاری کی فقہ ان کے ابواب کے عنوانات میں چھپی ہے)۔ وہ عنوان میں ہی ایسا اشارہ دیتے ہیں کہ قاری کو سمجھ آ جائے کہ اس حدیث سے کیا حکم نکل رہا ہے۔**امام بخاریؒ نے اپنی کتاب (صحیح بخاری) کو مکمل کرنے میں پورے 16 سال لگائے تھے!**

تخریج حدیث :۔

علمِ حدیث کا وہ عملی فن ہے جس کے بغیر کسی بھی حدیث کی علمی حیثیت واضح نہیں ہو سکتی۔ سادہ الفاظ میں، تخریج کا مطلب ہے کسی حدیث کو اس کے **اصل ماخذ** (Original Sources) سے تلاش کرنا اور اس کی سند و متن کا حال بیان کرنا۔

جب کوئی شخص کہتا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا،" تو ایک محقق یا طالب علم کا پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ "یہ بات کہاں لکھی ہے اور اس کی سند کیا ہے؟" اسی سوال کا جواب تلاش کرنا **تخریج** کہلاتا ہے۔

تخریج حدیث کے بنیادی مراحل :۔

تخریج کا عمل عموماً ان تین مراحل پر مشتمل ہوتا ہے:

1. **حدیث کو اصل کتاب میں ڈھونڈنا:** یہ بتانا کہ یہ حدیث بخاری، مسلم، ترمذی یا مسند احمد وغیرہ میں کہاں موجود ہے۔
2. **سندوں کو جمع کرنا:** یہ دیکھنا کہ اس حدیث کو بیان کرنے والے راوی کون کون ہیں۔
3. **درجہ بندی کرنا:** حدیث کے ماخذ ملنے کے بعد ائمۂ حدیث کے اقوال کی روشنی میں یہ بتانا کہ یہ حدیث صحیح ہے، حسن ہے یا ضعیف۔

حدیث تلاش کرنے کے پانچ مشہور طریقے

محدثین اور محققین حدیث کو تلاش کرنے کے لیے پانچ مختلف راستے اختیار کرتے ہیں، جن کا دارومدار اس بات پر ہے کہ آپ کو حدیث کے بارے میں کتنا معلوم ہے:

حدیث کے پہلے لفظ کے ذریعے (بذریعہ اولِ متن)

اگر آپ کو حدیث کا پہلا لفظ یاد ہے (مثلاً: "انما الاعمال بالنیات")، تو آپ حروفِ تہجی (Alphabetical order) والی کتابوں سے اسے ڈھونڈ سکتے ہیں۔

مشہور کتاب: الجامع الصغیر (امام سیوطی)۔

کسی خاص راوی یا صحابی کے ذریعے

اگر آپ کو یہ معلوم ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ یا حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، تو آپ **"مسانید"** یا **"اطراف"** کی کتابوں کا رخ کرتے ہیں۔

مشہور کتاب: مسند احمد بن حنبل یا تحفۃ الاشراف (امام مزی)۔

حدیث کے کسی منفرد لفظ کے ذریعے

اگر آپ کو حدیث کا کوئی خاص یا مشکل لفظ یاد ہے، تو آپ اس لفظ کی مدد سے حدیث تک پہنچ سکتے ہیں۔

مشہور کتاب: المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی (یہ ایک عظیم الشان انڈیکس ہے)۔

حدیث کے موضوع (Topic) کے ذریعے

اگر آپ کو حدیث کے الفاظ یاد نہیں لیکن یہ معلوم ہے کہ وہ "نماز"، "تجارت" یا "نکاح" کے بارے میں ہے، تو آپ فقہی ترتیب پر لکھی گئی کتابوں میں اسے تلاش کرتے ہیں۔

مشہور کتابیں: صحیح بخاری، سنن ابی داؤد یا مفتاح کنوز السنہ۔

حدیث کی کسی صفت یا خاصیت کے ذریعے

اگر حدیث میں کوئی خاص بات ہو، مثلاً وہ "حدیثِ قدسی" ہے، یا اس کے تمام راوی "عراقی" ہیں، تو اس خاص صفت کی کتابوں میں اسے ڈھونڈا جاتا ہے۔

دورِ جدید میں تخریج (ڈیجیٹل لائبریریز)

آج کے دور میں تخریج کا کام بہت آسان ہو گیا ہے۔ اب سافٹ ویئرز اور ویب سائٹس کے ذریعے سیکنڈوں میں حدیث کے تمام ماخذ سامنے آ جاتے ہیں۔

- المکتبۃ الشاملہ (المكتبة الشاملة): یہ دنیا کی سب سے بڑی ڈیجیٹل لائبریری ہے جس میں ہزاروں کتبِ حدیث موجود ہیں۔
- درر سنیہ (dorar.net): یہ ویب سائٹ حدیث کی تخریج اور اس کے حکم (صحت و ضعف) کو جاننے کے لیے سب سے معتبر مانی جاتی ہے۔

تخریج کا ایک نمونہ (Sample)

اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے" کی تخریج کریں، تو آپ کا جواب کچھ یوں ہوگا:

"یہ حدیث **صحیح بخاری** (حدیث نمبر: 1) میں موجود ہے، اس کے علاوہ اسے **امام مسلم** نے اپنی صحیح میں، **امام ترمذی** نے اپنی جامع میں اور **امام نسائی** نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ یہ حدیث حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے اور اس کی صحت پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔"

تخریج کی اہمیت

تخریج کے بغیر کوئی بھی شخص اپنی طرف سے کوئی بات نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر سکتا ہے۔ یہ تخریج ہی ہے جو **سچی حدیث** اور **من گھڑت قصے** کے درمیان دیوار بن کر کھڑی ہے۔

علل الحدیث (Illah of Hadith)

علمِ حدیث کا سب سے دقیق، مشکل اور باریک فن ہے۔ اسے محدثین "فنِ حدیث کی چوٹی" قرار دیتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق حدیث کے متن یا سند میں موجود ان **پوشیدہ خامیوں** سے ہے جو بظاہر نظر نہیں آتیں، لیکن حدیث کی صحت کو متاثر کر دیتی ہیں۔

لفظ **"علت"** کا لغوی معنی "بیماری" ہے، اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ مخفی (Hidden) عیب ہے جو کسی صحیح نظر آنے والی حدیث میں موجود ہو۔

علتِ حدیث کی حقیقت

ایک حدیث بظاہر بالکل ٹھیک لگتی ہے: اس کے راوی ثقہ (سچے) ہوتے ہیں، سند میں کوئی ٹوٹاؤ نظر نہیں آتا، لیکن جب فنِ علل کے ماہرین (جیسے امام بخاری یا امام احمد) اس کا گہرائی سے معائنہ کرتے ہیں، تو انہیں اس میں کوئی ایسی باریک غلطی نظر آتی ہے جس سے پوری حدیث "معلول" (بیمار/کمزور) ہو جاتی ہے۔

علت کی اقسام

علت سند میں بھی ہو سکتی ہے اور متن میں بھی:

سند کی علت: مثلاً ایک حدیث "مرسل" (سلسلہ ٹوٹا ہوا) تھی، لیکن ایک راوی نے غلطی سے اسے "موصول" (مکمل سلسلہ) بنا کر بیان کر دیا۔

متن کی علت: راوی نے حدیث بیان کرتے وقت الفاظ کو آگے پیچھے کر دیا یا کسی ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ رکھ دیا جس سے معنی بدل گیا۔

علت کو پہچاننے کا طریقہ

علت کو پہچاننے کے لیے کوئی ریاضی کا فارمولا نہیں ہے، بلکہ یہ **"ملکہ"** (Expertise) اور بہت زیادہ تجربے سے حاصل ہوتا ہے۔ ماہرینِ علل درج ذیل طریقے اپناتے ہیں:

1. جمع طرق: ایک ہی حدیث کی تمام سندوں کو جمع کرنا۔
2. موازنہ (Comparison): مختلف راویوں کے الفاظ اور ان کے حافظے کا آپس میں مقابلہ کرنا۔
3. تفرّد کی جانچ: یہ دیکھنا کہ کیا کوئی ایسا راوی اکیلا تو نہیں ہو گیا جو اس درجے کا نہیں تھا کہ اتنی بڑی بات تنہا بیان کرتا؟

ایک عملی مثال (العلۃ فی الحدیث)

ایک مشہور حدیث ہے: "بیچنے والے اور خریدنے والے کو سودا منسوخ کرنے کا اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں"۔
کچھ راویوں نے اس حدیث کے آخر میں کچھ ایسے الفاظ جوڑ دیے جو بظاہر حدیث کا حصہ لگتے تھے، لیکن امام دار قطنیؒ جیسے ماہرین نے تمام سندوں کو جمع کر کے ثابت کیا کہ وہ الفاظ نبی کریم ﷺ کے نہیں بلکہ کسی راوی کا اپنا تبصرہ (ادراج) تھا جو غلطی سے حدیث میں شامل ہو گیا۔

فنِ علل کے مشہور ائمہ

ہر محدث "صاحبِ علل" نہیں ہوتا۔ یہ درجہ صرف چند بڑے ناموں کو حاصل ہے:

- **امام علی بن المدینیؒ**: (امام بخاری کے استاد، اس فن کے امام مانے جاتے ہیں)۔
- **امام احمد بن حنبلؒ**: ان کی کتاب "العلل و معرفۃ الرجال" بہت مشہور ہے۔
- **امام بخاریؒ**: ان کی "تاریخ کبیر" علل کا خزانہ ہے۔
- **امام دار قطنیؒ**: ان کی کتاب "العلل" اس فن کی سب سے ضخیم اور جامع کتاب ہے۔

المؤتلف والمختلف:۔

علمِ حدیث میں ایک نہایت باریک اور اہم فن ہے، جس کا تعلق راویوں کے ناموں کی کتابت (لکھنے) اور تلفظ (پڑھنے) سے ہے۔

سادہ الفاظ میں: یہ وہ نام ہیں جو **لکھنے میں ایک جیسے** نظر آتے ہیں لیکن **پڑھنے میں مختلف** ہوتے ہیں۔

تعریف اور مفہوم

المؤتلف (حروف کی یکسانیت): وہ نام جن کے حروف کی شکل اور ترتیب لکھنے میں بالکل ایک جیسی ہو۔

المختلف (تلفظ کا فرق): وہ نام جن پر لگے ہوئے "نقطوں" یا "اعراب" (زیر، زبر، پیش) کے فرق کی وجہ سے ان کا تلفظ بدل جاتا ہو۔

قدیم زمانے میں چونکہ عربی تحریر میں نقطے اور اعراب لگانے کا رواج عام نہیں تھا، اس لیے ایک ہی طرح کے لکھے ہوئے نام کو غلط پڑھنے کا خطرہ بہت زیادہ رہتا تھا۔

اس علم کی ضرورت کیوں ہے؟

اگر کوئی محدث یا طالب علم اس فن سے واقف نہ ہو، تو وہ ایک راوی کو دوسرا راوی سمجھ سکتا ہے، جس کے دو بڑے نقصانات ہو سکتے ہیں:

1. ایک **ثقہ** (قابلِ اعتماد) راوی کو غلطی سے **ضعیف** قرار دے دینا۔
2. ایک **مجہول یا کمزور** راوی کو غلطی سے کوئی **بڑا امام** سمجھ لینا۔

عملی مثالیں

اس فن کو سمجھنے کے لیے درج ذیل مثالیں بہترین ہیں:

نقطوں کا فرق (تبدیلِ نقط)

- **بَشِیر** (Bashir): (ب کے نیچے ایک نقطہ اور ش کے تین نقطے)۔
- **بُسَیر** (Busair): (ب کے نیچے ایک نقطہ اور س بغیر نقطوں کے)۔
- **یَسِیر** (Yasir): (ی کے نیچے دو نقطے)۔

لکھنے میں یہ سب **"بسیر"** کی طرح نظر آتے ہیں، لیکن نقطے بدلتے ہی راوی کی شخصیت بدل جاتی ہے۔

اعراب کا فرق (تبدیلِ حرکات)

- **سَلَام** (Salam): (سین پر زبر اور لام ہلکا، جیسے سلام کرنا)۔
- **سَلَّام** (Sallam): (لام پر تشدید کے ساتھ)۔

محدثین کے نزدیک 'سلام' نام کے راوی کم ہیں جبکہ 'سلّام' (تشدید کے ساتھ) نام کے راوی زیادہ ہیں۔

مشابہت کی دیگر مثالیں

- **حَرِیز** (Hariz) اور **جَرِیر** (Jarir)۔
- **عَبَّاس** (Abbas) اور **عَیَّاش** (Ayyash)۔

اس فن میں لکھی گئی مشہور کتابیں

محدثین نے راویوں کے ناموں کی حفاظت کے لیے مستقل کتابیں لکھی ہیں تاکہ کوئی غلطی نہ ہو سکے:

1. **المؤتلف والمختلف:** امام الدارقطنیؒ (اس فن کی سب سے بنیادی اور پہلی جامع کتاب)۔
2. **الإکمال:** ابن ماکولا (اس کتاب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے پچھلی تمام کتابوں کی کمی پوری کر دی)۔
3. **تلخیص المتشابہ:** خطیب بغدادیؒ۔

ایک اہم نکتہ: "تصحیف"

جب کوئی راوی کسی نام کو غلط پڑھ لیتا ہے تو اسے **"تصحیف"** کہتے ہیں۔ یہ فن دراصل "تصحیف" سے بچنے کی ایک ڈھال ہے۔ امام دارقطنیؒ کا قول ہے:

"جو شخص حروف کے فرق (المؤتلف والمختلف) کو نہیں جانتا، وہ اندھے کی طرح ہے جو اندھیرے میں چل رہا ہو۔"